تذکرہ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

تذکرہ

حضرت مولانا محمد احمد پرتاب گڑھیؒ

حضرت مولانا سید عبید اللہ حسنی ندویؒ

مرتب

محمد ارمغان بدایونی ندوی

سید احمد شہید اکیڈمی
دار عرفات، تکیہ کلاں، رائے بریلی

www.abulhasanalinadwi.org

جملہ حقوق محفوظ

پہلا ایڈیشن

ربیع الاول ۱۴۳۷ھ مطابق جنوری ۲۰۱۶ء

نام کتاب	:	تذکرہ مولانا محمد احمد پرتاب گڑھیؒ
مؤلف	:	مولانا عبداللہ حسنی ندویؒ
مرتب	:	محمد ارمغان بدایونی ندوی
تعداد اشاعت	:	۵۰۰
صفحات	:	۵۶
قیمت	:	Rs. 30

باہتمام : محمد نفیس خاں ندوی

ملنے کے پتے :

☆ ابراہیم بک ڈپو، مدرسہ ضیاء العلوم، رائے بریلی

☆ مجلس تحقیقات ونشریات اسلام، ندوۃ العلماء، لکھنؤ

☆ مکتبۃ الشباب، ندوہ روڈ لکھنؤ

ناشر

سید احمد شہید اکیڈمی

دار عرفات، تکیہ کلاں، رائے بریلی

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

عرض مرتب ۵

حضرت مولانا محمد احمد صاحبؒ ایک تعارف ۷

حضرت مولانا محمد احمد صاحب پھولپوریؒ چند یادیں ۱۱

وہ پہلی ملاقات کا عالم ۱۲

حضرت والا کی مشائخ میں ایک ممتاز خوبی ۱۴

صبر و آزمائش کی زندگی ۱۶

شریعت اصل ہے ۱۷

علمی مقام و مرتبہ ۱۹

حضرت مولانا اور حضرت والا کا باہمی تعلق ۲۱

آپ کا دوسرا امتیازی وصف ۲۳

www.abulhasanalinadwi.org

مکمل سپردگی ۲۴
خلاصۂ کلام ۲۶
آپ کی تواضع ومحبت ۲۸
ایک لطیفہ ۲۹
بزرگوں کا مزاج ۳۱
آپ کی شفقت وعنایات کا عالم ۳۳
عفوودرگزر ۳۶
آپ کی ریاضت ومجاہدہ کا عالم ۳۷
علم کتاب اور نور علم کا فرق ۳۹
جانتے گر ثواب طاعت وزہد ۴۳
حمد باری تعالیٰ ۵۲
نعت پاک ۵۴

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض مرتب

پیش نظر رسالہ حضرت مولانا محمد احمد صاحب پرتاب گڈھیؒ سے متعلق مولانا سید عبداللہ حسنی ندویؒ کے چند مضامین کا مجموعہ ہے، جن میں مولانا نے حضرت والا سے اپنی محبت و تعلق کا اظہار کیا ہے، یہ رسالہ درحقیقت مولانا عبداللہ حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کے تین مضامین اور ایک تقریر پر مشتمل ہے۔

پہلا مضمون عربی جریدہ "الرائد" سے ماخوذ ہے، جس کا ترجمہ یہاں پیش کیا گیا ہے، مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت کی وفات پر اس کو تحریر فرمایا تھا۔

دوسرا مضمون "نمونہ سلف" سے ماخوذ ہے، جس میں مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت کی ان خصوصیات کا تذکرہ کیا ہے، جن کا عموماً اس دور میں فقدان نظر آتا ہے۔

اسی مضمون کے ساتھ الہ آباد میں کی گئی ایک تقریر کا خلاصہ بھی ہے، جو حضرت کی وفات کے بعد مولانا قمر الزماں صاحب الہ آبادی مدظلہ کی دعوت

www.abulhasanalinadwi.org

پر ایک سیمینار میں کی گئی تھی، اس کے اندر بھی مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت کی تواضع ومحبت کی چند مثالیں اور آپ کے اخلاق کا تذکرہ فرمایا ہے۔

تیسرا مضمون ''تعمیر حیات'' سے ماخوذ ہے، جس میں حضرت مولانا محمد احمد صاحبؒ کی ایک نشست کے ملفوظات کو قلم بند کیا گیا ہے۔

حضرت مولانا محمد احمد صاحبؒ کو اللہ تعالیٰ نے شعر وسخن کا بھی ذوق عطا فرمایا تھا، مولانا رحمۃ اللہ علیہ آپ کے اشعار اکثر اپنی مجلسوں اور تقریروں میں سناتے تھے، جن میں ہر ایک لیے ایک پیغام ہوتا تھا، اس لیے اخیر میں مختصراً حضرت کے ان اشعار کو بھی ضم کردیا گیا ہے جو مولانا رحمۃ اللہ علیہ کو خاص طور پر پسند تھے۔

راقم سطور کے لیے سعادت مندی کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس مبارک تذکرہ کی جمع وترتیب کے لیے اس کو منتخب فرمایا، جو ''بقامت کہتر بقیمت بہتر'' کا مصداق ہے، راقم خصوصی طور پر مخدوم ومکرم مولانا سید بلال عبدالحی حسنی ندوی مدظلہ کا شکر گزار ہے کہ آپ کے مفید مشوروں اور ہدایات سے اس کی تکمیل ہوئی، اللہ آپ کو صحت وعافیت دے، اور عمر میں برکت عطا فرمائے، اس رسالہ کو مفید بنائے صاحب کتاب اور اس میں شریک ہونے والے تمام معاونین کے لیے صدقہ جاریہ فرمائے۔ آمین.

محمد ارمغان بدایونی ندوی

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت مولانا محمد احمد صاحبؒ ایک تعارف

باعمل عالم دین، عارف باللہ حضرت مولانا محمد احمد صاحب پرتاب گڑھیؒ کا سانحہ ارتحال اتوار کی شب ۱۲؍ اکتوبر ۱۹۹۱ء مطابق ۳؍ ربیع الثانی ۱۴۱۲ھ کو ہوا، آپ نے زندگی کی تقریباً سو بہاریں دیکھیں، لیکن آپ نے اپنی پوری زندگی بڑے مجاہدات کے ساتھ بسر کی، آپ نے ابتدائی تعلیم محدث کبیر حضرت مولانا بدر علی صاحب رائے بریلویؒ سے حاصل کی، جن کا مصر میں دس سال قیام رہا ہے اور وہ صحیح بخاری کے حافظ بھی تھے، لیکن آپ کا کام صرف دعوت الی التوحید اور ان بدعات وخرافات کا سر قلم کرنا تھا جو دیہی علاقوں میں اپنے قدم جما لیتی ہیں، اس کی خاطر آپ نے بجائے اس کے کہ شہری زندگی کو ترجیح دیتے اپنے ہی گاؤں میں رہنا پسند فرمایا، آپ سے بڑے بڑے علماء و مصلحین نے بھی کسب فیض کیا ہے، خود آپ کی تربیت اولیں زمانہ حضرت مولانا فضل رحمٰن گنج مرادآبادیؒ کے یہاں ہوئی تھی، ایسی عبقری شخصیت کے سامنے حضرت

www.abulhasanalinadwi.org

والا نے زانوئے تلمذ تہ کیا تھا، اور آپ کو حضرت کے یہاں سے اجازت بھی حاصل ہوئی، اسی طرح آپ نے حضرت مولانا وارث حسن صاحبؒ سے -جو کہ حضرت گنگوہیؒ کے تلامذہ میں ہیں- سے بھی کسب فیض کیا۔

آپ نے گاؤں گاؤں دعوت وارشاد کا کام بذات خود انجام دیا، اور شرک وبدعات کی دلدل میں پھنسے ہوئے علاقوں میں خوب دعوتی اسفار بھی کیئے، جہاں کے اصحاب فکر وعمل ہی راہ حق سے ہٹ گئے تھے اور فواحش ومنکرات تک کے مرتکب ہوچکے تھے، ظاہری بات ہے یہ کام کوئی آسان نہیں تھا لہٰذا اس کی خاطر حضرت نے بڑی مشقتیں بھی برداشت کیں، اور صحیح عقیدہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کو لوگوں تک پہنچانے کے لیے آپ نے نہ جانے کتنی تلخیاں برداشت کیں، آپ کا معمول تھا کہ زادِ سفر لے لیتے اور بعض اپنے ساتھیوں کو ساتھ میں لے لیتے اور آس پڑوس کے سارے علاقوں میں گلی گلی دورہ فرماتے، لوگوں کو خالص توحید کی طرف بلاتے، اتباع سنت پر ابھارتے، اور دعوت حق کو پہنچانے میں طعن وتشنیع کو بھی برداشت کرتے حاصل یہ کہ وہ بحیثیت ایک مجاہد اور مجتہد کے میدان عمل میں ڈٹے رہے، اور پھر اللہ رب العزت نے وہ دن بھی دکھایا کہ ہزار ہا ہزار لوگ آپ کے دست مبارک پر بدعات وخرافات سے توبہ کرکے بیعت ہوئے اور توحید وسنت کے علمبردار بن گئے، لیکن اخیر میں قریب تیس سال سے آپ کے یہ دعوتی دورے کچھ کم ہوگئے تھے کیونکہ

www.abulhasanalinadwi.org

اب آپ کے اعضاء میں وہ سکت نہ رہی تھی۔

لیکن پھر بھی اپنے امراض اور ذاتی دشواریوں کے باوجود آپ نے اسفار کا سلسلہ بند نہیں کیا تھا، اسی لیے کبھی دیکھو تو علی گڑھ اور کبھی لکھنؤ تو کبھی پرتاب گڑھ، اور لوگ ہیں کہ پیاسے کے پانی پر ٹوٹنے کی طرح ٹوٹتے ہی چلے جا رہے ہیں، اور آپ کا حال یہ تھا کہ آپ چند ایسے مؤثر کلمات ارشاد فرما دیتے جو دلوں کو موہ لیتے تھے، نفوس کو کشاں کشاں کھینچ لاتے تھے اور اسی کا نتیجہ تھا کہ آپ بڑے بڑے علماء کے لیے، مخلص اصحاب دعوت کے لیے ایک مرجع کی حیثیت اختیار کر چکے تھے، جملہ اکابر آپ کی خدمت میں آتے تھے اور آپ کے چشم فیاض سے اپنی پیاس بجھاتے تھے، مثلاً: حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ، مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اعظمیؒ، حضرت شاہ ابرار الحق صاحبؒ، حضرت قاری محمد صدیق احمد صاحب باندویؒ، اور اس کے علاوہ بھی دیگر جید علماء و مصلحین کی ایک فہرست ہے جو آپ کے یہاں کچھ لینے کی غرض سے ضرور آتے تھے۔

جہاں تک آپ کے اوصاف وکمالات کا تذکرہ ہے تو وہ تو آج خال ہی خال نظر آتے ہیں، آپ کا تو شیوہ ہی اتباع سنت تھا، تواضع آپ کی فطرت ثانیہ تھی، علم میں آیات قرآنیہ کا استحضار وغیرہ اس سب پر آپ کی گہری نگاہ تھی، محبت ایسی لگتا تھا کہ ایک مشفق باپ ہیں جو بھی آرہا ہے

www.abulhasanalinadwi.org

وہ آپ کے پاس بیٹھ رہا ہے اور بلا جھجک بات کر رہا ہے اور حضرت بھی اس کی سن رہے ہیں۔

آپ ان سب خوبیوں کے ساتھ شاعر بھی تھے آپ کے اشعار میں بے شمار علمی نکات ہوا کرتے تھے اور غیرت ایمانی اور دعوتی نکات کی ان میں جھلک نمایاں ہوا کرتی تھی، آپ کا ایک دیوان بھی ''عرفان محبت'' کے نام سے منظر عام پر آچکا ہے، اور ''روح البیان'' جو کہ آپ کے خطبات اور ارشادات کا حسین گلدستہ ہے وہ بھی زیور طبع سے آراستہ ہو چکی ہے، اسی طرح سے آپ کے علمی سرمایہ میں ''کمالات نبوت'' بھی ہے، اور اس کے علاوہ بھی دیگر کتب ہیں، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ حضرت والا کے لیے اس کو صدقہ جاریہ اور رحمت کا ذریعہ بنائے۔ آمین (۱)

---

(۱) ترجمہ از عربی: محمد ارمغان بدایونی ندوی

www.abulhasanalinadwi.org

حضرت مولانا محمد احمد صاحب پھولپوریؒ

چند یادیں، چند باتیں

پچیس تیس سال پہلے جب کہ میں (۱) دار العلوم ندوۃ العلماء کے ابتدائی درجات میں زیر تعلیم تھا، اور بازار رجھاؤ لال کے اس پرانے مکان میں قیام تھا جس میں ہندوستان کے اکابر تشریف لا چکے تھے، حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہ از خود تشریف لائے، اور حضرت مدنی نور اللہ مرقدہ کی تو مستقل قیام گاہ تھا، جب بھی حضرت لکھنؤ تشریف لاتے ہماری خوش نصیبی ہوتی کہ اس مکان کو رونق بخشتے اور گھر میں عید ہو جاتی، اگرچہ یہ سب باتیں میرے وجود سے پہلے کی ہیں، لیکن گھر کی خواتین اور خاص طور سے اپنی پھوپیوں سے ان حضرات کی تشریف آوری کی برکتوں

(۱) یعنی صاحب کتاب: مولانا عبد اللہ حسنی ندویؒ

www.abulhasanalinadwi.org

اور خاص طور سے حضرت مدنی رحمہ اللہ کے قیام کی مبارک ساعتوں کے تذکرے سنے، جس کی وجہ سے فطری طور سے ان حضرات کی عقیدت ومحبت دل ودماغ میں پیوست ہوگئی، ان سب سے بڑھ کر حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ کی مبارک صحبتوں نے دائرہ عقیدت ومحبت کو وسیع تر کردیا، اور غیر شعوری طور سے یہ محسوس ہونے لگا کہ دین کا ہر داعی ہمارا ہے، اگرچہ طریقہ کار میں اختلاف ہی کیوں نہ ہو اور اللہ تعالیٰ کا ہر مقبول ومحبوب بندہ ہر دل عزیز ہے، اگرچہ وہ کسی سلسلہ سے تعلق رکھتا ہو، شرط سنت کی اتباع کی ہر جگہ اور ہر وقت ہے۔

وہ پہلی ملاقات کا عالم

ان تمام بزرگان دین کے تذکرے اور ان کی سنت کے اتباع کی حکایات، ان کے مجاہدے اور کارنامے دل ودماغ پر چھاچکے تھے، کہ اچانک ایک دن ہمارے مکان کے لب سڑک والے حصہ میں جو مطب کے لیے استعمال ہوتا تھا اور میٹنگ روم میں بھی بدل جاتا تھا، ایک بزرگ تشریف لائے، نحیف ولاغر جسم، قد قدرے دراز، مجاہدے اور ریاضت کے اثرات چہرے سے عیاں، تکلف اور بزرگانہ اداؤں سے دور بلکہ محبت وشفقت کا پتلا، سراپا محبت وسوز۔ والد صاحب رحمہ اللہ نے بڑھ کر استقبال کیا، حضرت والا ایک عام کرسی پر تشریف فرما ہوئے، والد صاحب

www.abulhasanalinadwi.org

اپنی جگہ پر بیٹھ گئے، ایک پیالی چائے کی حضرت کو پیش کی گئی، حضرت نے ایک دو گھونٹ نوش فرمایا اور پھر بات شروع فرما دی، بات کیا تھی؟؟ شہ پارے بلکہ شکر پارے تھے جو کان و ذہن میں رس گھول رہے تھے اور اس میں حقائق و معارف آسان انداز میں بیان کئے جا رہے تھے۔ اس وقت حضرت نے مقام نبوت و صدیقیت کا فرق اور مرتبہ شہادت اور صدیقیت کا فرق بیان کرتے ہوئے اپنا ایک شعر سنایا تھا ؎

کمال عشق تو مر مر کے جینا ہے نہ کہ مر جانا

ابھی اس راز سے واقف نہیں ہیں ہائے پروانے

کم عمری اور حافظہ کی کمزوری کی وجہ سے ذہن میں وہ سارے حقائق نہ رہ سکے جو اس مجلس میں بیان ہوئے تھے مگر آج بھی ان کا کیف محسوس ہوتا ہے، اور مجلس بھی نظر آتی ہے کہ گھنٹے پون گھنٹے کی گفتگو میں چائے کی آدھی پیالی ہو پائی تھی، جب کہا گیا کہ اس کو گرم کروا دیا جائے اس پر محبت سے لبریز مسکراہٹ کے ساتھ ہاتھ میں پیالی لے کر چائے مکمل پی لی، اور زیر لب یہ کہتے ہوئے رخصت ہوئے کہ گرمیِ محفل، چائے کی گرم پیالی کا نتیجہ نہیں، بلکہ اس سوزش و تپش کا نتیجہ ہے جو دل کی انگیٹھی میں عشق و محبت سے پیدا ہوتی ہے۔

اس پہلی ہی مجلس میں حضرت والا کی محبت کا بیج دل میں پڑ گیا، دل

www.abulhasanalinadwi.org

کھنچنے لگا، اور جلد ہی حضرت کی خدمت میں حاضری کی سعادت بھی حاصل ہونے لگی، حاضری کے ساتھ حضرت کی محبتیں اور شفقتیں بھی بڑھتی گئیں، اور پھر ایسا ہوگیا کہ بغیر حاضری کے سکون اور چین نہ آتا، یاد آتا ہے کہ ایک مرتبہ بے ساختہ زبان سے یہ نکل گیا بس حضرت کو دیکھ لیا سکون ہوگیا، حضرت والا اس جملہ سے ایسے مسرور ہوئے کہ عرصہ تک اس کو ہر ملاقات پر یاد کرتے اور خوشی کا اظہار فرماتے۔

حضرت والا کی مشائخ میں ایک ممتاز خوبی

حضرت کے یہاں محبت اور تعلق کی بڑی قدر تھی کیونکہ خود بھی سراپا لطف وکرم، سراپا عشق ومحبت تھے، ہر شخص کے ساتھ ایسی محبت وشفقت کا برتاؤ کرتے، کہ وہ یہ سمجھنے لگتا کہ سب سے زیادہ حضرت اسی کو چاہتے ہیں۔

یہ حضرت والا کی ایسی صفت تھی جو تمام معاصر مشائخ میں حضرت کو ممتاز کرتی تھی، بڑی سے بڑی شخصیت ہو یا کوئی ادنٰی سے ادنٰی انسان، سب کا استقبال حضرت بڑی محبت اور شفقت سے فرماتے، ضعف کی وجہ سے پیر زمین پر نہیں ٹکتے، لیکن حالت یہ تھی کہ بذات خود چادر بچھا رہے ہیں، تکیہ لا رہے ہیں، پلیٹ لے کر سیڑھی سے اتر رہے ہیں، خدام حاضر ہیں، لیکن ان کے بجائے خود سارے کام انجام دے رہے ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

حضرت کی شفقت ومحبت سے اپنے تو اپنے اغیار بھی نہال تھے، ایک مرتبہ اپنے ذوق اور مزاج کو بیان کرتے ہوئے جگر کا شعر پڑھا ۔

گلشن پرست ہوں مجھے گل ہی نہیں عزیز
کانٹوں سے بھی نباہ کیے جا رہا ہوں میں

حضرت نے ایک آہ کے ساتھ فرمایا کہ میں نے اس کو اپنے ذوق کے مطابق اس طرح کر لیا ہے یہی میرا حال ہے ۔

گلشن سے عشق ہے مجھے گل ہی نہیں عزیز
کانٹوں کو دل سے پیار کیے جا رہا ہوں میں

جس کا اثر یہ تھا کہ حضرت کی طبیعت بڑی حساس اور مزاج بڑا لطیف ہو گیا تھا اگر کوئی خدمت اقدس میں دو مرتبہ حاضری دیتا اور کسی وجہ سے بعد میں ایک ہی مرتبہ حاضر ہوتا تو حضرت کی طبیعت متاثر ہوتی اور حضرت اس کا اظہار بھی فرمادیتے، اور مزاج کی لطافت اور قلب کی ادراکیت جو محبت وعشق اور فراست ایمانی کا نتیجہ تھی حیائے عثمانی کے چلمن سے کبھی کبھی چھلک جاتی تھی، جس کی طرف حساجی مانکپوری (جو ایک خانقاہ کے سجادہ نشین تھے) نے اپنے ان اشعار میں اشارے کیے ہیں چونکہ اس میں حضرت کے مزاج کی عکاسی ہے اس لیے حضرت بھی وقتاً فوقتاً ان اشعار کو خاص انداز سے سناتے تھے ۔

www.abulhasanalinadwi.org

ترے احساس عالی کی نزاکت میں نے دیکھی ہے
یہ شانِ احترامِ آدمیت کم نظر آئی
کسی نے کی غلط کاری ترے رخ پر عرق آیا
کسی سے بھی ہوئی لغزش طبیعت تیری گھبرائی

ہوئے ہم سے گنہ سرزد ندامت تیرے چہرے پر
ہوئیں ہم سے خطائیں اور تیری آنکھ شرمائی
جو میرا شیشہ پندار ٹوٹا تو یہیں ٹوٹا
جو میں نے چوٹ کھائی دل پہ تو آکر یہیں کھائی

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ جن حضرات کو خاص طور سے حضرت کی صابری منزل کی مجلسوں میں شرکت کی سعادت حاصل ہوئی ہے ان کو ایسا محسوس ہوتا تھا کہ رحمت کا ایک شامیانہ ہے، ایمان وعرفان کی بادِ بہاری چل رہی ہے، سکون وطمانیت کی پھوار ہے، جس سے ہر شخص بقدر ظرف حصہ پا رہا ہے، آپ ہی کا شعر ہے

سکون کی جان ہے واللہ تیری محفل میں
چلے عبث ہیں گلستاں میں دل کو بہلانے

صبر وآزمائش کی زندگی

حضرت والا جن سخت مجاہدات اور ریاضتوں سے گزرنے تھے ٹیلہ

www.abulhasanalinadwi.org

والی مسجد کا قیام گومتی ندی سے پانی بھر بھر کے لانا، ایک جوڑا کپڑا جو بھیگ جاتا تو ٹھنڈی راتوں میں رات رات بھر ذکر کر کے اس کو سکھانا اس کے علاوہ اپنے پیر و مرشد حضرت شاہ بدر علی صاحبؒ کی خدمت میں رائے بریلی شہر سے پیدل جانا، اپنے گھر کے سامنے جنگل میں ایک ایک وقت میں کئی کئی ہزار مرتبہ اسم "اللہ اللہ" کا ورد کرنا، یہ سب امور اس بات کے لیے کافی تھے کہ حضرت مغلوب الحال ہو کر کسی گوشہ تنہائی میں بیٹھ جاتے اور روحانی لطف و کیف میں کھو جاتے، لیکن اللہ تعالیٰ کو حضرت والا سے اصلاح کا بڑا کام لینا تھا اور مخلوق خدا کو نفع پہنچانا تھا اس لیے وہ وقفہ طویل نہیں ہوا، حضرت نے اپنے اشعار میں اس حالت کو بیان بھی کر دیا ؂

اب نہ افراط باقی نہ تفریط ہے
عشق کامل ہوا معتدل ہوگیا
بھٹک کے منزل جاناں سے دور جا پہنچے
جو جوش عشق میں جذبات کو دبا نہ سکے

شریعت اصل ہے

فرماتے تھے کہ جذبات پر عقل کو غالب رکھے اور عقل پر شریعت کو، شریعت اصل ہے، اور طریقہ سنت کا ہے، جس کا اہتمام

www.abulhasanalinadwi.org

حضرت والا کے یہاں بہت زیادہ تھا، کوئی کام سنت کے خلاف نہ ہوتا، اس کا نتیجہ یہ تھا کہ پوری زندگی سنت کے سانچے میں ڈھل گئی تھی، امور عادیہ بھی سنت کے مطابق ہو گئے تھے، حضرت کے ایک مسترشد مولانا لئیق احمد صاحب نے غلبہ حال میں ایک نعرۂ مستانہ لگایا حضرت نے اس پر تنبیہاً چند اشعار کہے، صابری منزل میں ایک دن مجلس کے ختم ہونے کے بعد جب کہ اکثر حضرات واپس جاچکے تھے مولانا لئیق احمد صاحب اپنا بستر بچھا رہے تھے اچانک حضرت والا تشریف لائے اور ان کے سر پر ہاتھ رکھ کر اپنے خاص انداز سے اشعار پڑھنے شروع کیے۔

ابھی ہو عشق میں تم خام مولانا لئیق احمد
کرو نہ عشق کو بد نام مولانا لئیق احمد

مولانا لئیق احمد صاحب نے اپنی مقامی زبان میں اس پر تبصرہ بھی کیا، اور جواب دیا جس کی حضرت نے تحسین فرمائی، مولانا کو حضرت سے بہت زیادہ تعلق تھا اور حضرت کو بھی بڑی محبت تھی ایک مرتبہ رات کے کھانے میں میں بھی شریک تھا حضرت کے پہلو میں مولانا تھے میں سامنے تھا، حضرت اپنے دست مبارک سے نوالہ بنا کر مولانا کے منھ میں دے رہے تھے مجھے کچھ تعجب ہوا حضرت سمجھ گئے اور مجھے مخاطب کرتے ہوئے بڑے محبت بھرے لہجے میں فرمایا: ’’محبت ہے‘‘، آج بھی ایسا محسوس

www.abulhasanalinadwi.org

ہوتا ہے کہ حضرت سامنے کھڑے ہوئے "محبت ہے" کے الفاظ فرمارہے ہیں، حضرت والا کے یہاں سنت کا اہتمام اور شریعت کا پاس ولحاظ حد درجہ ملحوظ تھا، سخت کمزوری، نقاہت اور بیماری میں بھی چھوٹی چھوٹی سنتوں کا اہتمام کیا جاتا، پائجامہ بدلنے کی نوبت جلدی جلدی آتی لیکن کیا مجال ہے کہ داہنے اور بائیں میں سنت چھوٹ جائے، اپنے متوسلین وحاضرین مجلس کے سامنے بھی برابر اس کی تاکید فرماتے اور موثر واقعات سناتے۔

علمی مقام ومرتبہ

حضرت والا کو یہ دولت اپنے شیخ حضرت شاہ بدر علی صاحبؒ -جو اویس زمانہ حضرت مولانا فضل رحمن گنج مرادآبادیؒ کے خلیفہ تھے- سے ملی، جنہوں نے اپنی تعلیم کی تکمیل دس سال مصر میں رہ کر کی تھی، اور صحیح بخاری زبانی یاد تھی، حضرت والا نے حضرت شاہ صاحبؒ سے ہی ظاہری اور باطنی تکمیل فرمائی، ایک مرتبہ جس وقت مدرسہ بدرالعلوم کی بنیاد رکھی جارہی تھی جو حضرت شاہ بدر علی صاحبؒ کی طرف منسوب اور انہی کے وطن میں قائم ہوا ہے، حضرت والاؒ بھی اور حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ بھی تشریف رکھتے تھے حضرت نے وہ کھیت دکھایا جس میں حضرت شاہ صاحبؒ نے حضرت والا کو ترمذی شریف کا وہ نسخہ دیا جو حضرت شاہ صاحبؒ نے اسی وقت لاہور سے حضرت کے لیے منگوایا تھا،

www.abulhasanalinadwi.org

شاہ صاحب نے ہاتھ فضا میں اٹھائے اور نسخہ ہاتھ میں آگیا کیونکہ شاہ صاحب سے جن بڑی تعداد میں وابستہ تھے اس لیے شاہ صاحب کبھی کبھی ان سے اس طرح کام لے لیا کرتے تھے۔

ایک موقع سے حضرت والا سے عرض کیا گیا کہ حضرت کی سند بڑی قلیل الوسائط ہے، کیونکہ شاہ بدر علی صاحبؒ نے حضرت شاہ فضل رحمٰن صاحب سے اور انہوں نے حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی سے حدیث سنی ہے، اگر حضرت اجازت دیں تو تبرکا بخاری شریف کی حدیث سنا کر سعادت حاصل کی جائے، حضرت نے خوشی کا اظہار فرمایا، بیت المعارف سے بخاری کا نسخہ حاصل کیا گیا اور بندہ کو آخری حدیث کی قرأت کی سعادت حاصل ہوئی، حضرت نے ترجمہ کرنے کا حکم دیا جس کی تعمیل کی گئی۔

حضرت یوں تو بار بار اپنی باقاعدہ تعلیم اور سند یافتہ ہونے کی نفی فرماتے رہتے تھے لیکن مشائخ کی صحبت اور خاص طور سے محدث کبیر حضرت شاہ بدر علی صاحبؒ کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کرنے کی وجہ سے نظر بڑی گہری اور ذوق بہت اعلیٰ تھا، قرآن اور حدیث کے عجیب نکتے بیان فرمادیتے تھے۔

ایک مرتبہ فرمایا کہ حدیث میں آیا ہے: "العین حق" نظر کا لگنا حق ہے، نظر بد بھی لگتی ہے، اور نظر خوب کا بھی اثر ہوتا ہے، بری نظر کا اثر

www.abulhasanalinadwi.org

برا ہوتا ہے، اور اچھی نظر کا اچھا، اللہ والوں کی صحبت اور خدمت میں رہنے والے اور ان کے پاس آنے جانے والے اس سے فیضیاب ہوتے ہیں اور دل کی دنیا بدل جاتی ہے۔

حضرت مولانا اور حضرت والا کا باہمی تعلق

حضرت والا کو حضرت مولانا علی میاںؒ اور ندوہ سے خاص تعلق تھا، اور حضرت رحمہ اللہ بھی حضرت والا کے بڑے قدرداں اور مداح تھے، کئی مرتبہ حضرت مدظلہ نے حضرت والا کی نسبت بڑے بلند کلمات فرمائے، یہ بھی فرمایا کہ حضرت بڑے قوی النسبت ہیں، اسی کا نتیجہ تھا کہ حضرت مولانا مدظلہ ہم لوگوں کے حضرت کی خدمت میں حاضری سے مسرور ہوتے اور حضرت والا کا حال یہ تھا کہ برابر حضرت مدظلہ کی خیریت معلوم کرتے رہتے، دعا کا اہتمام کرتے، ایک مرتبہ فرمایا میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ حضرت کے لیے اور حضرت کے گھر کے ہر ہر بچہ کے لیے روزانہ دعا کرتا ہوں۔

اسی محبت اور تعلق کی بنیاد پر حضرت مولاناؒ الہ آباد، پرتاب گڑھ تشریف لے جاتے اور حضرت والا رائے بریلی اور لکھنؤ تشریف لاتے، ایک مرتبہ دارالعلوم میں حضرت والا کا قیام دو ہفتہ رہا، مجلسیں ہوتیں، طلباء بڑے شوق و ذوق سے مجلس میں حاضر ہوتے، امتحان قریب ہونے کے باوجود طلباء کی مجلس میں حاضری کم نہ ہوئی، حضرت شوق کو دیکھ کر اور اہل

www.abulhasanalinadwi.org

ندوہ کے تعلق ومحبت سے متاثر ہوکر قیام بڑھاتے رہے، اور رخصت ہوتے وقت بھی فرمایا: یہاں بہت جی لگا، اور بڑی دعائیں دیں، قیام کے دوران ایسا بھی ہوتا رہا کہ اکابر تشریف لاتے اور مجلس کی رونق دوبالا ہوجاتی، حضرت مولانا ابرار الحق صاحب، حضرت مولانا منظور نعمانی صاحب، حضرت مولانا صدیق احمد صاحب باندوی، اور ہمارے حضرت مولانا مدظلہ العالی تو تھے ہی، کبھی ایسا ہوتا کہ یہ تمام کے تمام ایک ہی مجلس میں رونق افروز ہوتے، اس وقت حاضرین مجلس پر جو کیف طاری ہوتا وہ بیان سے باہر ہے، سب کے سب ایک دوسرے کے قدرداں اور خود تواضع وانکساری کا پیکر نظر آتے تھے، ایسی مجلسوں میں حضرت والا اکثر خاموش رہتے، بلکہ حضرت نے تو اپنے کو ایسا مٹایا تھا کہ حیرت ہوتی تھی کہ سب کچھ ہوتے ہوئے بھی اپنے کو کچھ نہیں سمجھتے۔

حضرت کی تمام حضرات کو جو اہل دل کی مجلسوں میں حاضر ہوتے ہیں یہی تلقین تھی کہ ؎

جب تک فنائے رائے کی ہمت نہ پایئے
کیوں آپ اہل عشق کی محفل میں آیئے

تنہا نہ چل سکیں گے محبت کی راہ میں
میں چل رہا ہوں آپ مرے ساتھ آیئے

اس میں حضرت نے خود رائی اور خود پسندی — جس کی حدیث میں

www.abulhasanalinadwi.org

بھی مذمت ہے پر نکیر فرمائی - اور اس کو استفادہ کے لیے مانع بتایا، اور استفادہ کے لیے صحبت کو شرط قرار دیا، جو ایک ایسی حقیقت ہے جس کا انکار جاہل ہی کر سکتا ہے، اور فرماتے تھے وہ شخص بڑا خوش نصیب ہے جس کو شیخ کامل کی صحبت میسر آجائے۔

آپ کا دوسرا امتیازی وصف

اس کے ساتھ حضرت والا کا ایک امتیازی وصف یہ بھی تھا کہ بڑی باتوں کو چھوٹی چھوٹی مثالوں سے واضح فرما دیتے تھے۔

ایک مرتبہ حضرت کے وطن پھولپور جو ایک دیہات ہے، حاضری ہوئی، جاڑوں کا زمانہ تھا، آگ جل رہی تھی حضرت اور دیگر حضرات تاپ رہے تھے، حضرت نے عشق پر بات شروع کی، کئی اشعار سنائے مجلس گرم ہوگئی، آگ کی گرمی سے جسم گرمی حاصل کر رہے تھے اور حضرت کے کلام سے دل گرمی حاصل کر رہے تھے۔

آگ میں کوئلے اور لکڑی کی چپٹیاں ڈالی جارہی تھیں، اور جب کوئی چپٹی ڈالی جاتی تو آگ میں شعلے اٹھتے اور لپٹیں نکلتیں، حضرت نے فرمایا: جب شروع شروع میں عشق کی آگ لگتی ہے تو اسی طرح شعلے نکلتے ہیں، جس کا مطلب ہوتا ہے آگ ابھی پوری لگی نہیں، لیکن جب لکڑی مین آگ اندر تک لگ جاتی ہے تو شعلے وغیرہ کچھ نہیں نکلتے کیونکہ وہ

www.abulhasanalinadwi.org

سراپا آگ ہوگئی، غرض کہ دیر تک اس پر کلام فرماتے رہے۔

اسی طرح ''ذکراللہ'' کی اثر انگیزی کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ جب انگلی پر چوٹ ہوتی ہے، اور زخم خوردہ ہوتی ہے تو چاہے آدمی کہیں جائے، کہیں آئے، کسی سے بات کرے زخم کی کسک بھولتا نہیں، ٹیس اٹھتی رہتی ہے، اور وہ درمیان درمیان میں آہ آہ کرتا رہتا ہے، اللہ کا ذکر کرنے والے کا قلب بھی اسی طرح متاثر ہوجاتا ہے، کہ وہ کوئی کام کرے اللہ کی یاد سے اور اس کے ذکر سے غافل نہیں رہ سکتا۔

مکمل سپردگی

ایک امتیازی وصف حضرت والا کا استسلام کامل اور سپردگی مطلق تھا کہ جہاں چون وچرا کی کوئی گنجائش نہیں ہے ؎

چھوڑ دے چون وچرا تجویز سے کیا کام ہے
ہے وہی فائز جو ترا بندہ بے دام ہے

حدیث میں بھی اس کی ممانعت وارد ہوئی ہے، اگر ایسا کرلیتے ویسا کرلیتے وغیرہ کے جملے کہنے سے شیطان کے دروازے کھل جاتے ہیں، فرمایا: ایک شخص نے ایک غلام خریدا، اس سے پوچھا تمہارا کیا نام ہے؟ اس نے کہا میرا کوئی نام نہیں، جس نام سے آپ پکاریں وہی میرا نام، کیا

www.abulhasanalinadwi.org

کھاتے ہو، کیا پسند ہے؟ اس نے کہا میری کوئی پسند نہیں، جو آپ کی پسند وہی میری پسند، اس کے بعد فرمایا: مسلم اسی کو کہتے ہیں جو اپنی تجویز سے دستبردار ہو جائے، اللہ ہی پر نظر ہو۔

اسی کی پسند کو اپنی پسند بنالے، اس کی مرضی ہر وقت اپنے پیش نظر رکھے، یہی محبت حقیقی کا تقاضہ اور لازمہ ہے۔

پسند اپنی پسند ان کی، نظر اپنی نظر ان کی
پسند اپنی نظر اپنی نہیں ہوتی محبت میں

اس سے وہ استقامت نصیب ہوگی کہ قدم جادۂ شریعت سے ہٹنے نہیں پائے گا، اور ہر حال میں وہ راضی اور خوش رہے گا، حضرت فرماتے ہیں۔

بے کیفی میں بھی میں نے تو ایک کیف مسلسل دیکھا ہے
جس حال میں بھی وہ رکھتے ہیں اس حال کو اکمل دیکھا ہے
جس راہ کو ہم تجویز کریں اس راہ کو اثقل دیکھا ہے
جس راہ سے وہ لے جاتے ہیں اس راہ کو اسہل دیکھا ہے

اس کے برخلاف جو منافقانہ روش اختیار کرتے ہیں اور ان کو شریعت وسنت کا بالکل خیال نہیں ہوتا وہ صرف دنیوی مال ومتاع کی خاطر ہر کام کرنے کو تیار رہتے ہیں، زہد وتصوف کا لبادہ اوڑھ کر گمراہ کرتے رہتے ہیں، ان کے منافقانہ کردار کو بیان کر کے یہ شعر پڑھا۔

www.abulhasanalinadwi.org

صفت مومن کی یہ ممکن نہیں ہے حق سے ٹل جانا
منافق کی صفت یہ ہے کہ ہر سانچے میں ڈھل جانا

اور غلط روش اپنانے والے صوفیوں بلکہ ڈھونگیوں کے حال پر فریب سے پردہ اٹھاتے ہوئے فرمایا۔

حال تیرا جال ہے مقصود تیرا مال ہے
کیا خوب تیری چال ہے لاکھوں کو اندھا کر دیا

خلاصۂ کلام

حضرت ایک طرف توحید وسنت کی پیروی اور اس کے اہتمام کی دعوت دیتے تو دوسری طرف شرک وبدعت سے پرہیز پر زور دیتے اور اس سے نفرت پیدا کرتے، ایک طرف شیخ کامل کی صحبت کی ضرورت بیان فرماتے تو دوسری طرف اہل بدعت وضلال کی صحبت سے دور رہنے کی ترغیب دیتے، ایک طرف علم کی قدر ومنزلت اور علماء کے احترام اور ان کی فضیلت بیان فرماتے بلکہ اہل علم ہی نہیں مدارس کے فارغین کے ساتھ ایسے اکرام کا معاملہ کرتے کہ دھوکہ ہونے لگتا، مگر وہ دوسری طرف علم کی حقیقت اور روح پیدا کرنے اور اس کو عشق ومحبت کے رنگ میں رنگنے کی تلقین فرماتے اور اس کے لیے اہل اللہ کی صحبت اختیار کرنے کی ترغیب دیتے۔

www.abulhasanalinadwi.org

نہ جانے کیا سے کیا ہو جائے میں کچھ کہہ نہیں سکتا
جو دستار فضیلت گم ہو دستار محبت میں

جگر نے اسی مضمون کو اپنے شعر میں اس طرح باندھا ہے۔

واعظ کا ہر اک ارشاد بجا تقریر بڑی دلچسپ مگر
آنکھوں میں سرور عشق نہیں چہرے پہ یقیں کا نور نہیں

آج کل دستار فضیلت تو رہ گئی لیکن دستار محبت غائب ہوگئی، ارشادات ہیں تعلیمات ہیں، تقریریں ہیں، تحریریں ہیں، لیکن روح سے خالی، عشق و محبت کی گرمی سے دور، یقین محکم سے عاری، لفظوں کے غبارے، حرفوں کی پتنگیں عقل کی ڈور سے اڑائی جا رہی ہیں، تحقیق کے نام پر تنقید، تنقید کی آڑ میں تنقیص کی گرم بازاری ہے، اللہ کے مقبول و محبوب بندے زمانہ حاضر کے نہیں بلکہ وہ جن پر ہمارے سلف کے بڑے بڑے ناقدین خاموش تھے آج اہل قلم کی زد میں ہیں۔فالی اللہ المشتکی

حضرت والا نے اپنی مسیحا نفسی، عشق و محبت کی گرمی اور اخلاص وللہیت سے نہ جانے کتنے دلوں کی دنیا بدل دی، کتنے عقل کے مارے قلب کے سوز و گداز سے آشنا ہوئے، کتنی آنکھوں میں سرور عشق اور کتنے چہروں پر یقین کا نور پیدا ہوا، آج ایسے حضرات جن کے اوصاف علامہ اقبال نے اس شعر میں بیان کیے ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

یقین محکم عمل پیہم محبت فاتح عالم
جہادِ زندگانی میں ہیں یہ مردوں کی شمشیریں

کم ہوتے ہوجاتے ہیں جب کہ زمانہ کو ایسے حضرات کی شدید ضرورت ہے، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم کو توفیق دے کہ ہم ان اکابر کو جو اس وقت موجود ہیں ان سے استفادہ کریں اور ان کی صحبت کو غنیمت جانیں اور ایسے حضرات برابر ہمارے درمیان پیدا ہوتے رہیں۔

آپ کی تواضع ومحبت

درحقیقت آپ کی شخصیت ایک ایسی شخصیت تھی جو پورے الہ آباد کو اپنے درد سے گرم کیے ہوئے تھی، جن کو دیکھ کر کوئی یہ محسوس نہیں کرسکتا تھا، کہ کوئی بہت بڑے عالم، بہت بڑے بزرگ اور بڑے روحانی منصب پر فائز شخصیت ہیں، سادگی بلا کی، اور وارفتگی بلا کی، محبت گویا کہ ان کے خمیر میں، اور لوگوں سے اس طرح سے ملنا کہ ہر شخص یہ محسوس کرے کہ مجھے بہت چاہتے ہیں، ہمہ وقت میزبانی کے لیے تیار رہنا، دیکھنے میں ایسا محسوس ہو کہ اٹھنا مشکل، لیکن مہمان آجائے تو اپنی جگہ ٹھہرنا مشکل، پلیٹ اٹھائے ہوئے لیے چلے آرہے ہیں، دسترخوان اپنے ہاتھ سے بچھا رہے ہیں، اور چادر بچھا رہے ہیں، آدمی حیرت میں پڑ جاتا تھا، کہ یہ ہیں کیا؟

www.abulhasanalinadwi.org

بعضوں کو دھوکہ ہوگیا کہ کچھ بھی نہیں، اور جو صاحب فہم تھے صاحب بصیرت تھے وہ چونک پڑے کہ کیسا غیر معمولی انسان ہے، اس معمولی لباس میں، جس نے جس انداز سے دیکھا اس نے اس انداز سے پایا، جب میں بہت چھوٹا تھا تبھی سے حضرت کی خدمت میں حاضر ہونے کا موقع ملتا رہا، اور کہتے ہیں عربی کا ایک شعر بھی ہے۔

أتانی هواها قبل أن أعرف الهوی
فصادف قلبا خالیا فتمکنا

شاعر نے کہا ہے کہ اس کی محبت بچپن ہی میں ہوگئی چونکہ دل خالی تھا، اس لیے اس کی محبت جاگزیں ہوگئی، میں نے بھی مولانا کو ایسی عمر میں دیکھا، جب میں چھوٹا تھا، اس لیے مولانا کی محبت دل میں بیٹھ گئی۔ پہلے گویا کہ ان کے بارے میں میرا تاثر تھا کہ یہ عجیب شخصیت ہیں، یہ کون بزرگ ہیں؟ پھر اس کے بعد ظاہر ہے کہ والد صاحب نے بھی اشارہ کیا کہ جایا کرو، اور خود دل لگ چکا تھا، تو میں بھی بار بار الہ آباد، پھولپور، پرتاب گڈھ غرض کہ جہاں حضرت تشریف فرما ہوتے، وہاں میں حاضر ہوتا، کبھی کبھی دو دن رہنے کا موقع بھی ملا۔

ایک لطیفہ

ایک مرتبہ لطیفہ یہ پیش آیا کہ ہمارے ایک دوست تھے، جنہوں نے

www.abulhasanalinadwi.org

ماشاء اللہ بڑا دینی کام کیا، بڑی خدمات انجام دیں، انہوں نے ایک دن فرمائش کی کہ بھائی ہم الہ آباد کا سنگم دیکھنا چاہتے ہیں، تو ہم نے کہا بہت اچھا تشریف لے چلئے، میں مولانا کی خدمت میں جارہا ہوں، آپ سنگم کی خدمت میں چلئے، تو انہوں نے کہا ٹھیک ہے، میں آپ کے ساتھ ضرور چلوں گا، جب یہاں آئے تو میں نے عرض کیا: پہلے حضرت کی خدمت میں چلو، تھوڑی دیر بیٹھ لینا پھر سنگم دیکھنا جاکر، تو انہوں نے کہا ٹھیک ہے، بہت اچھی بات ہے، وہ حضرت کی خدمت میں آئے اور آتے ہی حضرت کی نظر پڑی تو قلب بدل گیا، اور اس کے بعد نہ اب اس سنگم کا نام لیتے ہیں، نہ کسی اور کا، تو میں نے کہا کچھ اور سنگم ہوگیا معلوم ہوتا ہے؟ آپ سنگم دیکھنے نہیں جارہے ہیں؟ کہنے لگے ذرا سا ٹھہر کے جاؤں گا، وہ تین دن رہے وہاں، اور بعد میں حضرت کے پاس سے بیعت ہوکر نکلے، اور اس کے بعد کہنے لگے کہ کسی سے کہیے گا نہیں، ہم نے کہا: نہیں کہیں گے، پھر آج تک میں نے کسی سے نہیں کہا، اور اب بے چارے وہ اللہ کو پیارے بھی ہوگئے، اور اللہ نے بڑی ان سے خدمت لی۔ گویا یہاں ایک طرف تو گنگا وجمنا کا سنگم ہوتا تھا، اور دوسری طرف ایک اللہ کے نیک بندے کا معاملہ بھی ایسا ہی تھا کہ جو اس کے یہاں آجاتا تھا وہ اسی کا ہوجاتا تھا، کیونکہ حضرت کے یہاں ایسی کشش تھی کہ

www.abulhasanalinadwi.org

لوگ خوب کشاں کشاں آتے تھے۔

آپ کی سادگی میں بھی پرکاری تھی، ان کا جو وارفتہ پن تھا، اس میں بھی عجیب انداز تھا، کہ لوگ بے ساختہ بیٹھے رہ جاتے تھے، اور بعض دفعہ تو راتیں گذر جاتی تھیں، لوگ کلام سنتے رہتے تھے اور خود حضرت کو اللہ نے جو آواز عطا فرمائی تھی، جب وہ اپنے اشعار ترنم سے پڑھتے تھے، تو میرا اس وقت اب بھی خیال یہ ہے کہ کوئی اٹھ نہیں سکتا تھا مجلس سے، کیسا ہی آدمی ہو، جب حضرت اپنے پورے کیف کے ساتھ اپنا کلام سناتے، تو اس کی بات ہی کچھ اور ہوتی تھی، اسی لیے یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ محبت میں انہوں نے اپنے معاصرین کو بھی شاید پیچھے چھوڑ دیا تھا۔

بزرگوں کا مزاج

جو تحمل وصبر والا مزاج اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا تھا وہ آج تک شاید ہی کہیں ملے، ہاں بزرگوں کے یہاں ملتا ہے، ہمارے حضرت امام ابوحنیفہؒ کا واقعہ خود حضرت ہی کی زبان سے سنا ایک دفعہ، کہ ان کا ایک پڑوسی تھا، جو حضرت امام صاحب کو گالی دیتا تھا، اور حضرت امام صاحبؒ اس کو ہدیہ بھیجتے تھے، تو ظاہر ہے کہ گالی دینے والا کب تک گالی دے گا، ہدیہ کے آگے تو اچھے اچھوں کی زبانیں بند ہو جاتی ہیں، تو اس نے بھی برا بھلا بولنا بند کر دیا، چنانچہ امام صاحبؒ نے ہدیہ بند کر دیا، اس پر اس کو

www.abulhasanalinadwi.org

حیرت ہوئی کہ عجیب بات ہے جب تک میں گالیاں بھیجتا رہا، وہ ہدیہ بھیجتے رہے، اس لیے حضرت امام صاحب کی خدمت میں وہ ایک دن حاضر ہوا اور کہنے لگا: ابو حنیفہ! ذرا یہ بتایئے کہ جب تک میں آپ کو برا بھلا کہتا تھا تو آپ ہدیہ بھیجتے تھے، اب برا بھلا کہنا چھوڑ دیا، تو آپ نے ہدیہ ہی بھیجنا بند کر دیا، تو انہوں نے کہا: بھائی دیکھو۔ دیکھئے دماغ کا نقطۂ نظر۔ حضرت امام صاحب نے فرمایا کہ جب تم گالی دیتے تھے تو تم میری آخرت بناتے تھے اور میں تم کو تھوڑی سی دنیا دیتا تھا، تھوڑی دنیا کے مقابلہ میں تم میری آخرت سنوارتے رہے، تو کتنا بڑا گویا کہ تم میرے ساتھ احسان کر رہے تھے، تم نے میری آخرت کا نقصان کیا، میں نے تمہاری دنیا کا نقصان کیا۔ اس واقعہ سے بخوبی یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ہمارے اکابر کی کیا سوچ تھی۔

اسی طرح حضرت مولانا علی میاںؒ کو بھی ہم نے دیکھا بلکہ میں تو اپنے ساتھیوں سے کہا بھی کرتا تھا کہ اگر کسی کو حضرت مولانا سے ہدیہ لازمی طور پر چاہیے، تو مولانا کے سامنے جا کر ان کی برائی کر دو، اگر ہدیہ نہ ملے تو کہنا، اور میں نے یہ دیکھا بھی ہے، کہ جب کوئی آ کر مولانا کے سامنے کوئی برائی کرتا تھا تو اس کو ہدیہ دینا ہی دینا ہے، اور اس کا اعزاز تو مولانا کرتے ہی تھے، مولانا کا مزاج بھی حضرت سے بڑا ملتا جلتا تھا،

www.abulhasanalinadwi.org

بلکہ ایک دفعہ ہوا یہ کہ ایک صاحب حضرت مولانا سے ملنے آئے اور دیکھنے میں بڑے اچھے معلوم ہو رہے تھے، حضرت نے بڑا اکرام کیا، کافی ان کے لیے ناشتہ کا سامان وغیرہ منگوایا، لیکن جب وہ چلے گئے، تو حضرت کے ایک بہت چاہنے والے تھے، جیسا کہ بعض ہوتے ہیں بزرگوں کے یہاں، جو ہر بات پوچھ لیتے ہیں، وہ کہنے لگے حضرت جو صاحب ابھی آئے تھے ان سے میرا جی تو نہیں لگ رہا تھا، اور آپ ان کا بہت اکرام فرمارہے تھے، یہ معمہ کچھ سمجھ میں نہیں آیا، تو حضرت مولانا نے ادھر ادھر دیکھا پھر کہا، اگر یہ جو صاحب آئے تھے ان کو موقع مل جائے تو مجھ کو قتل ہی کر دیں، لیکن میں اکرام کر رہا تھا، اور پھر حضرت نے فرمایا: ہر وہ شخص جس کا اکرام کیا جائے، اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ اس سے بہت گہرا تعلق ہے، بعض لوگ غلط فہمی کا شکار ہو جاتے ہیں۔

آپ کی شفقت وعنایات کا عالم

حضرت مولانا محمد احمد صاحب کا معاملہ بھی یہی تھا، آپ اس قدر اکرام فرماتے تھے کہ چھوٹے چھوٹے اپنے کو بڑا سمجھ لیتے تھے، حالانکہ مولانا اس سے تربیت دیتے تھے، کہ ہم اتنے بڑے ہو کر تمہارا اکرام کر رہے ہیں۔

میں اکثر و بیشتر برادر مکرم مولانا سلمان صاحب کے ہمراہ حضرت

www.abulhasanalinadwi.org

کے یہاں آیا کرتا تھا اور ہمارے حضرت مولانا ان کی بعض تقریروں کو سن کر اور ان کی محبت کو دیکھ کر ان کے ساتھ بڑا اچھا معاملہ فرماتے تھے، بڑی شفقت ومحبت فرماتے تھے، یہاں تک کہ اکثر وبیشتر یہ بھی ہوا ہے کہ جب مولانا سلمان صاحب جانے لگتے تو حضرت ان کو پہنچانے کے لیے تنہا اسٹیشن آجاتے تھے، اپنے سارے خدام کو واپس کر دیتے تھے کہ میرے ساتھ نہ آیئے، سب دیکھتے تھے کہ اکیلے حضرت چلے آرہے ہیں، اور ادھر سارے خدام پریشان ہیں کہ حضرت سے چلا نہیں جارہا ہے، اٹھنا مشکل، لیکن پھر بھی جارہے ہیں، ہم دونوں کو ایک رکشہ پر بٹھا دیتے، خود دوسرے رکشہ پر پیچھے سے بیٹھ کے چپکے سے چلے آتے، اور جب اسٹیشن پہنچتے تو ظاہر ہے کہ اسٹیشن والے بھی جانتے تھے، اسٹیشن ماسٹر بھی اٹھ کے کھڑا ہوجاتا تھا، حضرت اس کے کمرہ میں داخل ہوجاتے تھے، اور فرماتے کہ یہ ہمارے مہمان ہیں، ان کا ٹکٹ لو اور گاڑی میں ان کو بٹھادو، یہ سب کر کے واپس پھر تشریف لے جاتے۔

حضرت کا معاملہ تو کچھ ایسا عجیب وغریب تھا کہ اگر ان کو باقاعدہ اچھی طرح کوئی نہ دیکھتا تو پتہ نہیں کیا کیا سمجھنے لگتا، اسی لیے میں نے ایسا بھی دیکھا ہے، ایک مرتبہ میں پرتاب گڈھ آیا، حضرت کی تلاش میں گیا، وہ چاند تارا مسجد تشریف فرما تھے، اس زمانہ میں وہیں قیام تھا، لوگوں

www.abulhasanalinadwi.org

نے کہا: حضرت مسجد میں ہیں، میں گیا تو ایک معمولی تبلیغی جماعت بیٹھی ہوئی تھی، ان کا ایک آدمی تقریر کررہا تھا، حضرت کونے میں بیٹھے ہوئے اکیلے اطمینان کے ساتھ تقریر سن رہے تھے، ذرا اندازہ لگائیے کوئی سوچ نہیں سکتا، کیا کوئی بیٹھ سکتا ہے؟ یہ چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں، لیکن ان کا نبھانا بڑا مشکل ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ جو بڑے لوگ ہوتے ہیں وہ چھوٹی چیزوں کا اہتمام کرتے ہیں، کیونکہ بڑی لائٹ میں چھوٹی چیز نظر آتی ہے، اور جو چھوٹے لوگ ہوتے ہیں، ان کو بڑی چیز نظر نہیں آتی، کیونکہ لائٹ کمزور ہوتی ہے، تو اسی طرح یہ حضرات جو ہوتے ہیں، ان کا معاملہ بہت عجیب وغریب ہوتا ہے، ان کو چھوٹی چھوٹی چیزیں نظر آتی ہیں، تو ہمارے حضرت مولانا محمد احمد صاحبؒ کا معاملہ بھی ایسا ہی تھا، ایسی باتیں میرے سامنے ہوئی ہیں، کہ مجھے بعض دفعہ ہنسی بھی آجاتی تھی، کہ مولانا سے بے ساختہ بات لوگ اس طرح کردیا کرتے تھے۔ ایک صاحب آئے وہ غالباً ان کو کہیں کی اجازت ہوگی، اس لیے وہ پیری مریدی بھی کرتے تھے، میرے سامنے کا واقعہ ہے-- وہ آئے تھے حضرت کی خدمت میں رہنے کے لیے، صحبت کے لیے، اور ایک صاحب کو اپنے ساتھ لائے تھے۔ کہنے لگے حضرت! یہ میرے مرید ہیں، اور ان کی بیوی میری مریدہ

www.abulhasanalinadwi.org

ہیں، اور کچھ اپنی اور باتیں کہیں، تو حضرت سر جھکا کے کہنے لگے، پیر بن جانا بڑا آسان ہے!! آج بھی حضرت کا یہ جملہ مجھے بڑی اچھی طرح سے یاد ہے، کہ ارے پیر بننے میں کیا ہے؟ معتقد کا معاملہ اصل ہوتا ہے اور پیر بننے میں تو کوئی بات ہی نہیں، مریدین اعتقاد رکھتے ہیں کہ آپ ایسے ہیں، آپ ایسے ہیں، اصل تو یہ ہے کہ جو لوگ پیری کے اس مقام پر ہوں ان کو چاہیے کہ وہ اپنے اندر جھانکنے کی کوشش کریں، اسی آپ فرماتے تھے

کھل گئی جب سے چشم بصیرت
اپنی نظر میں خود گر گئے ہم

یہی وجہ تھی کہ حضرت کی کسی ادا سے معلوم ہی نہیں ہوتا تھا، کہ حضرت کچھ ہیں، اور اسی انداز سے وہ بات بھی کرتے تھے، ہر ایک کے ساتھ چلے بھی جاتے تھے، اور نرم دل اتنے تھے کہ میں نے آپ کے سامنے عرض ہی کر دیا، کہ ہر ایک کے ساتھ ان کا معاملہ غیر معمولی تھا۔

عفو و درگزر

ایک صاحب بے وقت آ گئے، دوپہر کو میں بیٹھا ہوا تھا، وہاں کھانا ہو چکا تھا، ایک ایسے ہی صاحب آئے کہنے لگے: حضرت میری wife بیمار ہیں، کچھ تعویذ چاہیے تو مولانا کو بڑا غصہ آیا، فرمایا: بیوی نہیں کہہ سکتے

www.abulhasanalinadwi.org

تھے، اور بس بے وقت چلے آئے، اور اس کے بعد وہ بے چارہ جانے لگا، تو حضرت نے خادم سے فرمایا: ارے اقبال! جاؤ جلدی سے اس کو بلا لاؤ، اب اس کو بلایا جلدی سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا، اور اس کے بعد اس کو کچھ دے کر روانہ کیا، غرض کہ حضرت کا معاملہ کچھ ایسا عجیب وغریب تھا کہ اس کا ہر ایک کو سمجھنا آسان نہیں ہے۔

آپ کی ریاضت ومجاہدہ کا عالم

اس کے ساتھ ساتھ یہ حضرت کا حال تھا اور جو آج کل ہمارے اس لائن کے لوگ ہیں، خاص طور سے اہل بدعت وخرافات، حضرت نے ان پر بڑا کام کیا ہے، فرماتے تھے کہ جس زمانہ میں مولانا الیاس صاحبؒ اپنے وہاں کام کر رہے تھے، میں بھی یہاں اپنے چنے لے لیتا تھا، اور مختلف گاؤں میں چکر لگایا کرتا تھا، وہ اور مولانا لئیق صاحب یہ دو حضرات مختلف گاؤں کے چکر لگاتے تھے، چونکہ کھانے کو نہیں ملتا تھا اس لیے وہی چنے کھاتے تھے، آج اس ملک میں اہل بدعت نے جو حالات بنا رکھے ہیں، اور جو انہوں نے چالیں چل رکھی ہیں، اس کو بھی انہوں نے ایک شعر میں بیان کیا، کئی مرتبہ وہ شعر بھی حضرت نے مجھے سنایا، خود سناتے تھے پڑھ کے، اور کہتے تھے:

www.abulhasanalinadwi.org

حال تیرا جال ہے مقصود تیرا مال ہے
کیا خوب تیری چال ہے لاکھوں کو اندھا کر دیا

تو آج جو حال ہے فرماتے تھے یہ جال ہے، اصل میں حال کے نیچے نقطہ لگ گیا ہے، تو اس لیے حال نہیں رہا، تو حال کو جب نقطہ لگایا جائے گا، تو آدمی بے حال ہو جائے گا۔

ہمارے حضرت مولانا فضل رحمٰن گنج مرادآبادیؒ نے بھی ایک موقع سے یہ بات فرمائی تھی آج کل بعض دقیق باتوں پر بڑی بحثیں ہوتی ہیں، تصوف کی اصطلاحات پر ہمارے حضرت مولانا نے اس پر بڑا اچھا لکھا ہے، اس کو بھی پڑھنا چاہیے کہ آج کل اصطلاحات تصوف پر بڑی بحثیں ہوتی ہیں، لیکن ان کو سمجھتا کوئی نہیں ہے، تو حضرت سے بھی تصوف کے ایک مسئلہ کو معلوم کیا گیا، تو حضرت نے فرمایا: جب سے حال قال بن گیا ہے، معاملہ بگڑ گیا ہے، اور مسئلہ بھی یہی ہے کہ حال کو قال نہیں بنایا جا سکتا، حال کی بات حال ہے، کیفیت کیفیت ہے، وہ صاحب کیفیت کو دیکھ کر ہی حاصل ہوتی ہے، اب آپ کتابوں میں ڈھونڈیں اور کتابوں کے ذریعہ سے اس پر بحث کریں، تو پھر کیا ہوگا؟ یا تو افراط میں مبتلا ہوں گے یا تفریط میں مبتلا ہوں گے۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ نے ایک جگہ لکھا ہے کہ بعض بزرگ اصحاب

www.abulhasanalinadwi.org

صحو ہوتے ہیں، بعض اصحاب سکر ہوتے ہیں، جو اصحاب صحو ہیں، وہ سکر سے خالی نہیں، حضرت جنید بغدادیؒ جو اصحاب صحو کے امام ہیں، لیکن ان کے یہاں بھی سکر ملتا ہے، میں بھی اصحاب صحو میں سے ہوں، لیکن ابھی کبھی کبھی سکر ہو جاتا ہے، اگر اس حالت میں میری زبان سے کوئی ایسا لفظ نکل جائے، جو شریعت کے خلاف نظر آئے، تو حاشا وکلا شریعت اصل ہے، میرے جملہ کی کوئی حیثیت نہیں، کوئی حقیقت نہیں ہے، کبھی اس پر عمل نہ کرنا، تو اس لیے یہ حال قابل تقلید نہیں ہوا کرتا، صاحب حال قابل معافی ہے، اس لیے اگر کسی کو وہ کیفیت پیدا کرنی ہے، تو بزرگوں کی خدمت میں رہنا پڑے گا، یہ سمجھ لینا کہ کتابوں سے مل جائے گا غلط ہوگا۔

علم کتاب اور نور علم کا فرق

حضرت مولانا محمد احمد صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ ایک علم کتاب ہے اور ایک نور علم ہے، علم کتاب کتاب سے ملے گا، لیکن نور بزرگوں کے پاس خدمت کرنے سے ملے گا، اور بغیر اس نور کے باتیں واضح نہیں ہوا کرتیں، حضرت مولانا کے بعض دفعہ استشہادات بھی ایسے ہوا کرتے تھے یوں باقاعدہ کسی مدرسہ کے پڑھے لکھے نہیں تھے، لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسا ذہن اور فہم دقیق عطا فرمایا تھا، بعض دفعہ غیر معمولی چیز بیان کر دیتے تھے۔

www.abulhasanalinadwi.org

ایک دن فرمانے لگے کہ دیکھو قرآن مجید میں آیا ہے:

﴿إِنَّ كَيْدَ الشَّيْطَانِ كَانَ ضَعِيفًا﴾ (النساء: ٧٦)

(شیطان کا کید ضعیف ہے)

اور فرمایا:

﴿إِذَا مَسَّهُمْ طَائِفٌ مِّنَ الشَّيْطَانِ تَذَكَّرُوا﴾

(الأعراف: ٢٠١) (جب بھی ان پر شیطان کی طرف سے کوئی خیال چھو کر بھی گزرتا ہے تو وہ چونک جاتے ہیں)

یعنی جب شیطان کا حملہ ہو تو اللہ کو یاد کرلو، شیطان غائب ہو جائے گا، اس لیے کہ شیطان میں یہ دم نہیں ہے کہ ذکر الٰہی کے سامنے ٹک سکے، اور یہاں بھی عربی جاننے والے یہ جانتے ہیں، کہ تذکّر میں دو باتیں ہیں، تکلف اور اہتمام، یعنی جب شیطان کا حملہ ہو، تو ظاہر ہے ذکر کرنے کا جی نہیں چاہے گا، ذکر کرے اہتمام سے کرے، اور تکلف کے ساتھ کرے، تو شیطان بھاگ جائے گا، لیکن مسکرا کر خاص انداز سے فرمایا:

﴿إِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيمٌ﴾ (یوسف: ٢٨) (بے شک عورتوں کا کید بڑا ہے)

فرمایا: قرآن کہہ رہا ہے کہ عورتوں کا کید بڑا ہے، عظیم ہے، اور شیطان کا کید کمزور ہے، شیطان کا کید آسان ہے، اس کو قابو میں کرنا

www.abulhasanalinadwi.org

مشکل نہیں، لیکن عورتوں کے کید کو قابو میں کرنا بالکل آسان نہیں ہے، اور یہی وجہ ہے کہ اس وقت ہم میں سے اکثر لوگ اسی کید النساء میں مبتلا ہیں، اس وجہ سے اس وقت اس سے نجات حاصل کرنا مشکل ہوا جارہا ہے، اور کید شیطان سے نجات حاصل کرنا آسان ہے۔

محبت آپ کے خمیر میں ایسی داخل تھی کہ اس سے شاید ان کو دور کیا ہی نہیں جاسکتا تھا، اسی لیے ہمیشہ محبت پر ایک دو شعر سناتے ہی سناتے تھے، یہاں تک کہ غالب کی تو انہوں نے گویا اصلاح کی ہے، غالب کا عشق کے متعلق ایک شعر ہے جس کی آپ نے یوں اصلاح فرمائی۔

عشق نے غالب نکما کردیا
ورنہ ہم بھی آدمی تھے کام کے

تو حضرت نے فرمایا: بے چارا جانتا ہی نہیں تھا کہ عشق کس چیز کا نام ہے؟ اسی لیے نکما ہوگیا، اگر جان لیتا تو معلوم ہوتا کہ عشق کا کتنا اونچا مقام ہے، فرمایا:

عشق نے احمد مجلی کردیا
ورنہ ہم بھی آدمی تھے نام کے

اور ایک شعر حضرت نے اور سنایا کہ کوئی عورت تھی وہ کہتی ہے، کہ

اگر میں جانتی عشق کرے دکھ ہوئے

www.abulhasanalinadwi.org

گھر گھر ڈھنڈھورا پیٹتی محبت کرو نہ کوئی

تو حضرت نے فرمایا:

اگر میں جانتا پریم کرے سکھ ہوئے
گھر گھر ڈھنڈھورا پیٹتا پریم کرو سب کوائے

دراصل حضرت کا مزاج اسی شعر کا مصداق تھا، اوران کا خمیر اسی پر اٹھا تھا، کہ جو آتا تھا ان سے محبت کا ایک جام لے کے جاتا تھا، اور پھر ہفتوں نہیں مہینوں اس کا کیف محسوس کرتا تھا، اور حضرت کو یاد کرتا تھا، اور پھر دربار احمدی میں آکر وہ جام پی کر پھر چلا جاتا تھا، ظاہر ہے کہ حضرت کی یادیں تو اتنی ہیں، کہ اگر ایک ایک بات ان کی یاد دلائی جائے، اور اس کا ذکر کیا جائے، تو کافی وقت درکار ہے لیکن ہم یہاں بس انہی چند یادوں اور باتوں پر یہ لامتناہی سلسلہ ختم کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ حضرت کو جنت الفردوس میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام نصیب فرمائے اور ہم سب کو موت سے پہلے موت کی تیاری نصیب فرمائے۔

www.abulhasanalinadwi.org

جانتے گر ثواب طاعت وزہد......

حضرت مولانا محمد احمد صاحب کی مجلس علوم ومعارف کا خزانہ، محبت وشوق اور تعلق باللہ کا ایک مؤثر ذریعہ تھی، اور وہ ایک ایسا صاف وشفاف آئینہ بھی تھے جس میں ہر شخص اپنی بگڑی ہوئی صورت اور ہر فرد اپنے ٹیڑھ وکجی کو دیکھ سکتا تھا، اور اپنی زندگی کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے راستہ اور آپ کی دی ہوئی تعلیمات کے مطابق بنا سکتا تھا، جو لوگ ایسی پاک صحبتوں سے دور ہیں یا ان کو اس کا موقع نہیں ملتا اور ایسے حضرات کی خدمت میں حاضری نہیں دے سکتے ان کے لیے ان حضرات کے کلمات بھی ایک قیمتی سوغات ہیں، اگرچہ شنیدہ کے بود مانند دیدہ، انسان کے ہر عضو کا مستقل کام ہے، کان دل ونظر کا کام نہیں کر سکتے۔ ہم یہاں حضرت کی ایک اہم مجلس کے بعض افادات نقل کرتے ہیں:

فرمایا: جس طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء کے سردار اور ان کے امام

www.abulhasanalinadwi.org

ہیں، اسی طرح یہ امت بھی تمام امتوں میں افضل و بہتر ہے، ارشاد الٰہی ہے: ﴿كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ﴾ (آل عمران: ۱۱۰) (تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لیے برپا کی گئی ہے تم بھلائی کی تلقین کرتے ہو اور برائی سے روکتے ہو) اس پر حضرت فاروق اعظم ارشاد فرماتے ہیں اگر تم خیر امت میں داخل ہونا چاہتے ہو تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی اس شرط کو پورا کرو۔

حقیقت یہ ہے کہ ہم اسلام کے سانچے میں ڈھلے نہیں، جو لوگ اسلام سے متنفر ہیں ان کی ہم شکایت کیوں کرتے ہیں، پہلے ہم خود اپنے کو دیکھیں ہم نے اپنے کو اسلام کے سانچے میں ڈھالا نہیں، جب ایمان کامل ہوتا ہے، نظر اللہ کی طرف ہوتی ہے، اور اللہ کا حق ادا کیا جاتا ہے، تو نہ مال حق بات کہنے سے روک سکتا ہے، نہ جاہ روک سکتی ہے، اور نہ ہی اس پر کسی جابر کا زور چل سکتا ہے، ہم خود درست ہوں اور اپنی اصلاح کریں، معروف میں ہم فانی اور منکرات سے متنفر ہوں، جس شخص کے اندر یہ چیزیں پیدا ہو جائیں میں قسم کھاتا ہوں کہ دنیا اس کی طرف جھکے گی اور اگر ساری دنیا یہ کرلے تو کیا سے کیا ہو جائے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ ہم خود مجرم ہیں، اسلامی تعلیمات کو بھلا کر اپنے کو بگاڑ رکھا ہے۔

اسلام کی حقانیت عمل سے نمایاں ہوگی اور اسلامی تعلیمات کی

www.abulhasanalinadwi.org

برتری و فوقیت اسی وقت ظاہر ہوگی جب ہمارے اندر عمل کا جذبہ ہوگا، اور ہماری زندگی اس کی شاہد ہوگی کہ یہ ہیں مسلمان، یہ ہیں فرمانبردار، یہ ہیں اللہ کے محبوب ﷺ کے ماننے والے، پہلے کیا ہوتا تھا اگر مشرکین و کفار کو امانت رکھانی ہوتی تو حضور ﷺ کے پاس رکھواتے، کیونکہ ان کو یقین تھا کہ مسلمان امانت میں خیانت نہیں جانتا:

﴿الَّذِيْنَ هُمْ لِأَمَانَاتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُوْن﴾

(المؤمنون:۸) (جو لوگ اپنی امانتوں اور عہد و پیمان کے پابند ہیں)

اب ذیل میں حضرت مولانا پھول پوریؒ کے چند ملفوظات افادۂ عام کی خاطر پیش کیے جارہے ہیں:-

فرمایا: مال کی بھی امانت ہے، اور بات کی امانت ہے، مال کی امانت یہ ہے کہ جو چیز ہم کو دی جائے ویسے ہی اس کو واپس کردیں، ورنہ ہم اجازت لے لیں کہ ہم اس کو تصرف میں لاسکتے ہیں، اسی طرح بات کی بھی امانت ہے کہ اگر کسی نے ہم سے کوئی بات کہی تو یہ امانت ہے کہ ہم کسی سے نہ کہیں اور اس کے راز کو فاش نہ کریں، مگر جس کے دو زبان ہوں کہ جب آپ کے پاس جائے تو آپ کی سی بات کرے، اور دوسری طرف جائے تو ویسی بات کرے، وہ امین نہیں، بلکہ اخلاق حمیدہ، اخلاق

www.abulhasanalinadwi.org

حسنہ سے عاری وخالی ہے، اور رذائل میں مبتلا ہے۔

فرمایا: بزرگوں کے پاس اسی لیے جایا جاتا ہے کہ ان کے فیوض وبرکات سے رذائل دور ہوں اور نفس کی اصلاح ہو۔

فرمایا: رذائل کا ازالہ نہیں ہوتا بلکہ امالہ ہوتا ہے، اگر رذائل فنا ہو جائیں تو مجاہدہ کیوں ہو، ایک شخص اندھا ہو کر یہ کہے کہ میں نامحرم کو نہیں دیکھتا، تو بھی کیا کمال ہے؟

ایک شخص بدنگاہی میں مبتلا تھا اس نے حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ کو لکھا کہ میں بدنگاہی میں مبتلا ہوں، حضرت نے لکھا کہ طبیعت کو روکو، اور آنکھ مت اٹھاؤ، اللہ نے اختیار دیا ہے، اس سے کام لو، اس نے لکھا، حضرت! بہت کوشش کی مگر نظر اٹھ ہی جاتی ہے تو حضرت نے لکھا کیوں جھوٹ بولتے ہو نگاہ اٹھ نہیں جاتی ہے بلکہ تم اٹھاتے ہو۔

فرمایا: پہلی نظر معاف ہے، اب طبیعت کے اندر تقاضہ پیدا ہوا اور دیکھا تو یہ آنکھ کا زنا ہے، بزرگوں نے لکھا ہے لوگ تسبیح پڑھ لیں گے، نماز پڑھ لیں گے، لیکن ان امراض میں جو مبتلا ہیں ان کا کیا ہوگا؟ حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگوں کا کیا حال ہے؟ کہ ہماری مجلس میں آتے ہیں اور ان کی آنکھوں سے زنا ٹپکتا ہوتا ہے۔

فرمایا: اللہ والوں کو وہ فراست ونظر عطا ہوتی ہے کہ وہ بھانپ لیتے

www.abulhasanalinadwi.org

ہیں، حضرت شاہ عبد القادر صاحبؒ مسجد میں درس دیا کرتے تھے ایک طالب علم لاأبالی تھا، اس کو غسل کی حاجت ہوگئی، اسی حالت میں وہ مسجد کی طرف روانہ ہوگیا، حضرت نے دیکھا کہ بغل میں کتاب دبائے مسجد کی طرف چلا جارہا ہے، حضرت نے لڑکوں سے کہا چلو کتابیں بند کرو جمنا نہا آویں، اور اس سے کہا او لڑکے وہیں رکے رہو، یہاں نہ آنا، سب نہانے گئے، وہ بھی نہایا، اس نے بعد میں کہا کہ مجھ کو نہانے کی حاجت تھی حضرت نے کس عنوان لطیف سے متنبہ کردیا۔

حضرت گنگوہی کا ایک طالب علم تھا جو حضرت کی خدمت کیا کرتا تھا، رات کو بستر بچھاتا، پیر دباتا، اور جب حضرت سو جاتے تو قریب ہی لیٹ جاتا تھا، کہ حضرت کس وقت پکاریں، اور ضرورت ہو، تاکہ فوراً اٹھ جائے، اور کس کام کو کہیں کرو، وہ بازار بھی جایا کرتا اور سودا وغیرہ بھی لاتا، ایک دن ایک حسینہ پر اس کی نگاہ پڑی اور اس پر اس کا دل آگیا، اور بات یہاں تک پہنچی کہ ایک شب وقت مقرر ہوگیا کہ فلاں جگہ انتظار کرنا میں آجاؤں گا، اس رات کو بھی حسب معمول اس نے بستر بچھایا، پیر دبائے، اور جب سمجھا کہ حضرت سو گئے، تو اپنے بستر پر جانے کے بجائے وہیں چلا کہ اچانک گرج چمک کے ساتھ ایسا بادل آیا کہ وہ گھبرا گیا حضرت اٹھ گئے تو ہماری خیر نہیں، اور فوراً لوٹ آیا، جب بستر کے قریب پہنچا تو نہ

www.abulhasanalinadwi.org

بادل نہ گرج نہ چمک کچھ نہیں، سب غائب ہوگیا، صبح کو حضرت نے فرمایا: افسوس! لوگوں کا کیا حال ہے کہ مجھے تکلیف پہنچاتے ہیں، یہ برکت تھی اور فیض تھا کہ پھر اس کا دل اس سے ہٹ گیا۔

فرمایا: جب آدمی بدنگاہی نہیں کرتا تو اس کے قلب میں ایسا نور پیدا ہوتا ہے کہ سبحان اللہ، اگر بدنظری میں مبتلا ہے تو اس کے چہرے پر ظلمت وتاریکی لازم ہے اگرچہ وہ کتنا ہی حسین وجمیل ہو، اہل نظر دیکھ لیتے ہیں، حضرت تھانویؒ جب کانپور میں پڑھایا کرتے تھے ایک دن ارادہ کیا کہ حضرت مولانا فضل رحمان صاحبؒ سے مل آئیں، تو دو رکعت نماز پڑھی، اور استغفار پڑھنے کو کہا اور فرمایا کہ جب اللہ والوں کے پاس چلو تو استغفار پڑھ لیا کرو۔

فرمایا: طاعت کے اندر ایک نور ہے، قرآن مجید میں آیا ہے:

﴿أَفَمَن شَرَحَ اللَّهُ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ فَهُوَ عَلَىٰ نُورٍ مِّن رَّبِّهِ﴾ (الزمر: ۲۲) (بھلا جس کا سینہ اللہ نے اسلام کے لیے کھول دیا تو وہ اپنے رب کی طرف سے روشنی میں ہے)

فرمایا: میں نے ایک شعر کی اصلاح کردی، غالب کا ایک شعر ہے ؎

جانتا ہوں ثواب طاعت وزہد
پر طبیعت ادھر نہیں آتی

www.abulhasanalinadwi.org

میں نے کہا ۔

جانتے گر ثواب طاعت وزہد
پھر طبیعت ادھر نہ کیوں آتی

ایک مٹی کا پیالہ ہمارے پاس ہو اور کوئی ہم سے کہے کہ اس کو توڑ دو ہم تمہیں سونے کا پیالہ دیتے ہیں، تو کون ایسا ہے جو یہ نہ لے لے، ہم ذرا ذرا سی حقیر چیزوں کے لیے لڑتے مرتے ہیں، اگر جانتے طاعت وزہد کا بدلہ کیا ملنے والا ہے، تو قربان ہو جاتے، غالب کا ایک اور شعر ہے ۔

موت کا ایک دن معین ہے
نیند کیوں رات بھر نہیں آتی

فرمایا میں نے اسی پر کہا ہے ۔

موت کو آپ نے نہیں سمجھا
نیند اس واسطے نہیں آتی
موت مومن کے حق میں تحفہ ہے
روح جنت میں کیا نہیں جاتی

فرمایا: حمید صدیقی صاحب مجھ سے بہت محبت فرماتے تھے اور کچھ کہتے تو فرماتے پہلے آپ کو سناتا ہوں تب کہیں دیتا ہوں، وہ ایک دفعہ انتظام نہ ہونے کی وجہ سے حج وزیارت کو نہ جا سکے، محبت کے حالات

www.abulhasanalinadwi.org

وکیفیات ہوتے ہیں، نہ جانے کا غم ہونا یہ بھی محبت کی ایک چیز ہے اور یہ بھی ایک مقام ہے، کہ وہ سمجھے کہ یہ مواقع کس نے بھیجے، وہ نہیں چاہتا کہ میں جاؤں، تو انہوں نے جو کچھ کہا بہت اچھا حال تھا لیکن میں نے اپنے مزاج ومذاق کے مطابق کر دیا۔

حمید نے کہا ہے۔

ہم اب کی بار بھی کوئے نبی نہ جاسکے
جو چاہتے تھے وہ دل کی مراد پا نہ سکے

میں نے اس طرح کر دیا۔

جو دل کو شمع محبت سے جگمگا نہ سکے
وہ ہائے پردہ کو جلوہ کبھی بنا نہ سکے
نظر کو اپنی جوان کی نظر بنا نہ سکے
لطیف جلوے نگاہوں میں اس کی آ نہ سکے

فرمایا: عشق ومحبت ہے اس کے ساتھ، اللہ تعالیٰ نے قانون وشریعت بھی نازل فرمائی ہے اگر صرف عشق ومحبت ہوتی اور قانون وشریعت نہ ہوتی تو یہ عشق ومحبت بجائے راہ دکھانے کے کھڈ میں گرا دیتے

بھٹک کے منزلِ جاناں سے دور جا پہنچے
جو جوشِ عشق میں جذبات کو دبا نہ سکے

www.abulhasanalinadwi.org

نہیں ہیں جو ترے دیوانے آج تک وہ کبھی
خوشی میں رو نہ سکے غم میں مسکرا نہ سکے
وہی مقام محبت ہے حضرت احمد
جہاں کوئی بھی سوا ان کے یاد آ نہ سکے

www.abulhasanalinadwi.org

حمد باری تعالیٰ

حمد تیری اے خدائے لم یزل
ہے یہ اپنی زندگی کا ماحصل
تو ہی خالق ہے تو ہی خلاق ہے
تو ہی رب انفس و آفاق ہے
تیری نعمت کی نہیں، کچھ انتہاء
شکر تیرا کیا کسی سے ہو ادا
یا علیم، یا سمیع، یا بصیر
تو ہی قادر اور تو ہی ہے خبیر
نام تیرا میرے دل کی ہے دوا
ذکر تیرا روح کی میری شفا
یہ زمین و آسماں، شمس و قمر

www.abulhasanalinadwi.org

دیتے ہیں سب ذات کی تیری خبر
تو ہی مالک تو ہی رب العالمیں
تیرے در پر جھکتی ہے جس کی جبیں
شان تیری کون سمجھے گا بھلا
ابتدا تو ہی ہے تو ہی انتہا
تو ہی ہے مقصود تو ہی مدعا
جان و دل کرتا ہوں میں تجھ پر فدا
کید سے شیطان کے یارب چھڑا
اور شرور نفس سے مجھ کو بچا
یا الٰہی! مجھ کو اب اپنا بنا
کرلے تو مقبول، احمد کی دعا

www.abulhasanalinadwi.org

نعت پاک

جب زبان پر محمدؐ کا نام آگیا
دوستو! زندگی کا پیام آگیا
آگیا انبیاء کا امام آگیا
لے کے فیضان دار السلام آگیا
تیرے در پر جو خیر الانام آگیا
اس کے ہاتھوں میں عرفاں کا جام آگیا
ساز و سامان عیش دوام آگیا
یعنی حکم سجود و قیام آگیا
اللہ اللہ ہوئی دل کی دنیا حسیں
جب مقدر سے حسن تمام آگیا

www.abulhasanalinadwi.org

پا گیا پا گیا حاصل زندگی
در پہ آقا کے جس دم غلام آ گیا
دور ظلمت ہوئی دل منور ہوا
جب مدینہ میں ماہ تمام آ گیا
ان کی مرضی نظر آئی رشک جناں
عشق میں ایک ایسا مقام آ گیا
لائے تشریف جب سید المرسلین
خلد دنیا بنی وہ نظام آ گیا
ظلم رخصت ہوا عدل قائم ہوا
عشق کے ہاتھ میں انتظام آ گیا
تیرے ابر کرم سے شہ انبیاء
ہو کے سیراب ہر تشنہ کام آ گیا
فیض ساقی کونین صل علی
جو بھی چاہے پیئے اذن عام آ گیا
تیری برکت سے اے سید انس و جاں
صبح روشن ہوئی کیف شام آ گیا

www.abulhasanalinadwi.org

آپ کی مدح انسان کیا کر سکے
عرش سے جب درود و سلام آگیا
قلب شاداں ہوا روح رقصاں ہوئی
لب پہ احمدؔ کا شیریں کلام آگیا

www.abulhasanalinadwi.org